43164 ـ كفار كے ليے ہدايت كي دعا كرنا

سوال

ميں نے سوال نمبر (4569) كا جواب پڑھا اور جواب ميں شيخ نے دعا كى ہے كہ اللہ تعالى رافضى شيعہ كو ہدايت سے نوازے، تو كيا اس لائق ہے؟
كيونكہ مشركوں كے ليے دعا كرنا جائز نہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ہم سوال كرنے والے بھائى كا شكريہ ادا كرتے ہيں كہ اس نے اس كا اہتمام كيا اور بعض جوابات ميں پائے جانے والے اشكالات كے متعلق سوال كيا ہے.

دوم:

رافضى (شيعہ) كے متعلق حكم اور ان كے بعض اقوال جاننے كے ليے سوال نمبر (1148) اور (10272) كے جوابات كا مطالعہ كريں .

سوم:

اس ميں كوئي شك و شبہ نہيں كہ مشركوں كے ليے استغفار اور بخشش طلب كرنا حرام ہے، اور اس كي حرمت پر كتاب و سنت ميں دلائل پائے جاتے ہيں:

فرمان بارى تعالى ہے:

نبى اور دوسرے مسلمانوں كو جائز نہيں كہ وہ مشركين كے ليے بخشش كى دعا مانگيں اگرچہ وہ رشتہ دار ہى ہوں اس امر كے ظاہر ہو جانے كے بعد كہ يہ لوگ دوزخى ہيں، اور ابراہيم عليہ السلام كا اپنے باپ كے ليے بخشش كي

دعا کرنا وہ صرف ايك وعدہ كے سبب تھا جو انہوں نے اس سے وعدہ کر ليا تھا ، پھر جب ان پر يہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ اللہ تعالى کا دشمن ہے تو اس سے محض بے تعلق ہو گئے واقعی ابراہیم علیہ السلام نرم دل اور بردبار تھے

التوبة (113 ـ 114) .

اس آيت كي تفسير ميں شيخ سعدى رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

يعنى: مومنوں اور نبى صلى اللہ عليہ كے لائق اور ان كي شايان شان نہيں كہ وہ مشركوں كے ليے مغفرت كي دعاء كريں، يعنى جو اللہ تعالى كے ساتھ كفر كرتا اور اس كے علاوہ كسى اور كي عبادت كرتا ہے، اگرچہ وہ قريبى رشتہ دار ہى كيوں نہ ہو، اس كے بعد كہ ان كے ليے يہ بات ظاہر ہو چكى ہو كہ وہ جہنمى ہيں. ..

اوراگرچہ ابراہيم خليل عليہ السلام سے اپنے باپ كے ليے دعائے مغفرت پائى گئى ہے ليكن يہ دعا صرف ايك وعدہ كي بنياد پر تھى جو انہوں نے اپنے باپ سے كيا تھا، وہ وعدہ اس قول ميں ہے: ميں تمہارے ليے اپنے رب سے بخشش طلب كرونگا اس ليے كہ وہ ميرے ساتھ بڑا مشفق ہے اور پھر وہ دعا اور وعدہ اس وقت تھى جبكہ انہيں اپنے باپ كے انجام كا علم نہ تھا، اور جب ابراہيم عليہ السلام كو اس كا علم ہوا كہ ان كا باپ اللہ كا دشمن ہے اور وہ كفر پر مرے گا اور اسے وعظ ونصيحت كوئي فائدہ نہيں دے گى تو انہوں نے اپنے رب كى موافقت اور اللہ تعالى كے ساتھ ادب كرتے ہوئے اس سے برات كا اظہار كيا.

بلا شبہ ابراہيم عليہ السلام بڑے نرم دل تھے يعنى وہ سب معاملات اور امور ميں اللہ تعالى كى طرف رجوع كرنے والے اور كثرت كے ساتھ ذكر اور دعا اور استغفار اور اپنے رب كي طرف انابت كرنے والے تھے.

حليم اور بہت برد بار تھے: يعنى مخلوق كے ساتھ رحمدلى كرنےوالے اور جو كچھ غلطياں اور كوتاہياں ان سے سرزد ہوتى ان پر معاف كرنے والے تھے، وہ جاہل كى جہالت پر پكڑ نہيں كرتے تھے اور نہ ہى جرم كرنے والے كے جرم كى بنا پر اسے سزا ديتے تھے، ان كے باپ نے انہيں كہا: ميں تمہيں پتھر مار مار كر ہلاك كردونگا، تو ابراہيم عليہ السلام نے جواب ميں فرمايا: آپ پر سلامتى ہو ميں آپ كے ليے اپنے رب سے بخشش طلب كرونگا" اھ.

امام بخارى رحمہ اللہ تعالى نے صحيح بخارى ميں مندرجہ ذيل حديث نقل كى ہے:

" نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب كے سامنے اس كى موت كے وقت اسلام پيش كيا تو اس نے اسلام قبول كرنے سے انكار كر ديا تو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا: " ميں تيرے ليے اس وقت تك بخشش طلب كرونگا جب تك مجھے اس سے منع نہ كرديا جائے، تو يہ آيت نازل ہوئى:

نبی اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے بخشش کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں

اور یہ آیت بھی نازل ہوئی: بلاشبہ جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں دے سکتےصحيح بخاري حديث نمبر (3884)

حافظ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" جب تك ميں اسے روك نہ ديا جاؤں " يعنى دعائے مغفرت كرنے سے ، اور ايك روايت ميں ہے كہ " آپ سے " اھـ.

اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے اپنی صحیح مسلم میں ابوہريرہ رضي اللہ تعالی عنہ سے حديث روايت کی ہے کہ:

ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے لیے دعائے مغفرت كي اجازت طلب كي تو مجھے اجازت نہ ملی، اور میں نے اس كي قبر كي اجازت مانگی تو مجھے اس كي اجازت دے دی گئی. صحيح مسلم حديث نمبر (976) ,

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اس حدیث میں کفار کے لیے بخشش اور استغفار كي دعا کرنے کی ممانعت پائی جاتی ہے. اھ

ان دونوں حدیثوں سے یہ واضح ہے کہ کفار کے لیے استغفار طلب کرنے سے منع کیا گیا ہے یعنی ان کے لیے بخشش كي دعا کرنا منع ہے اور اسی طرح ان کے لیے جنت میں داخل ہونے كي دعا کرنا یا پھر عذاب سے نجات کی دعا کرنا منع ہے .

اور اس كي حکمت یہ ہے کہ:

اس حالت (یعنی جب ان کے متعلق یہ واضح ہو چکا ہو کہ وہ جہنمی ہیں) میں ان کے لیے دعائے استغفار اور ان کے لیے بخشش طلب کرنا غلط ہے اس کا کوئي فائدہ نہیں نبی اور مومنوں کویہ زیب نہیں دیتا کہ وہ لوگ جو کفر یا شرك پر مر جائيں یا پھر جن کے متعلق علم ہو جائے کہ ان پر عذاب ثابت ہوچکا ہے اور ان پر جہنم میں ہمیشہ رہنا واجب ہو چکا ہے تو پھر ان کو کسی بھی سفارش کرنے والے کی سفارش اور نہ ہی استغفار کرنے والوں کی استغفار ہی کوئي فائدہ دے گی.

اور یہ بھی ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر ایمان لانے والوں کو چاہیے کہ وہ اپنے رب كي رضا اور اس کی ناراضگی اور غضب میں اس كي موافقت کریں، اور وہ اس سے دوستی اور موالاۃ رکھیں جس سے اللہ تعالی دوستی اور موالاۃ رکھے، اور جن سے اللہ تعالی دشمنی رکھے وہ بھی اس سے دشمنی رکھیں، اور جس شخص کے بارہ میں یہ واضح ہو چکا ہو کہ وہ جہنمی ہے اس کے لیے ان کا استغفار کرنا اس عقیدہ کے مخالف اور مناقض ہے. اھ یہ قول شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالی کا ہے .

اور کفار کے لیے ہدایت كي دعا کرنا استغفار میں شامل نہیں جس سے منع کیا گیا ہےاور یہ اس میں شامل نہیں ہوتی.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بعض کفار کے لیے ہدایت كي دعا ثابت ہے .

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی صحیح بخاری میں کہتے ہیں:

تالیف قلب کے لیے مشرکوں کی ہدایت كي دعا کرنے کا باب :

پھر انہوں نے ابو ہریرہ رضي اللہ تعالی عنہ كي حدیث ذکر كي ہے ابوہریرہ رضي اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ طفیل بن عمرو رضي اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: دوس قبیلہ نے نافرمانی کی اور انکار کردیا ہے لھذا آپ ان کے خلاف بد دعا کریں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اے اللہ دوس قبیلہ کو ہدایت نصیب فرما اور انہیں یہاں لا " صحیح بخاری حدیث نمبر (2937) صحیح مسلم حدیث نمبر (2524) .

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی فتح الباری میں کہتے ہیں:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے طفیل عمرو الدوسی رضي اللہ تعالی عنہ کے آنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اے اللہ دوس کو ہدایت نصیب فرما" کے متعلق ابو ہریرہ رضي اللہ تعالی عنہ كي حدیث ذکر كي ہے، اور یہ حدیث باب کے عنوان میں ظاہر ہے، اور ان کا یہ کہنا کہ: " تا کہ ان كي تالیف قلب ہو سکے" یہ مصنف كي تفقہ میں سے ہے اور دونوں مقام كي طرف مصنف كي جانب سے اشارہ ہے، کہ بعض اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے لیے بد دعا کرتے تھے اور بعض اوقات ان کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے، لھذا پہلی حالت اس وقت ہوتی جب کفار کی طاقت اور قوت زیادہ ہو جاتی اور ان كي جانب سے اذیت میں اضافہ ہوتا، اور دوسری حالت اس وقت

پیدا ہوتی جب ان کی جانب سے مکر وفریب اورتکلیف سے امن ہوتا، اور ان كي تاليف قلب کی امید رکھی جاتی جیسا کہ قبیلہ دوس کے قصہ میں ہے. اھ

اور امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی نے ابو موسی اشعری رضي اللہ تعالی عنہ سے روایت بیان کی ہے وہ کہتے ہيں کہ:

یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس لیے چھنك لیتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دعا دیں اور یرحمك اللہ کہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہدیکم اللہ و یصلح بالکم کہتے (اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت درست فرمائے) . جامع ترمذی حدیث نمبر (2739) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

حافظ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

ابوموسی رضي اللہ تعالی عنہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ (یعنی کفار) چھینك كي دعا میں مطلقا شامل ہيں، لیکن چھینك كي خاص دعا جو کہ ان کی ہدایت كي دعا اور ان کے حالات كي اصلاح کی دعا ہے اس میں کوئي مانع نہیں ، مسلمانوں کو چھینك كي دعا دینے کے خلاف کیونکہ مسلمان رحمت کی دعا کے اہل ہیں لیکن کافر نہیں. اھ .

واللہ اعلم .